اسلام میں غور و فکر کے ہمہ جہت پہلو

All Aspects of Contemplation in Islam

Muhammad Hamzah

Ph.D Scholar, National College of Bussines Administration & Economics Lahore, Sub
Campus Bahawalpur.

Email: m.hamza01786@gmail.com

Hafiz Syed Saqib Ali

Ph.D Scholar, National College of Bussines Administration & Economics Lahore, Sub
Campus Bahawalpur.

Email: hafizsaqibmajid786@gmail.com

Dr. Jamil Ahmad Sindhu

Assistant Professor, National College of Bussines Administration & Economics
Lahore, Sub Campus Bahawalpur.

Email: jamilsandhu72@gmail.com

Received on: 15-07-2023

Accepted on: 18-08-2023

Abstract

Ever since this universe came into existence and especially since life was born in the world man has been trying to know the secret and purpose of this universe and Life by using new ideas and innovative methods. All the time to know this universe and its insistence and codes. In this article we will see how the religion of Islam has encouraged man to know about this universe to understand it and to use all disabilities to reveal these hidden secrets.

Keywords: Aspects, Existence, Contemplation, Methods, Ideas.

تمہید:

غور و فکر کی ابتدا اسی دن سے زمین پر شروع ہو گئی تھی کہ جس دن حضرت ادم علیہ السلام اور اماں حوا نے اپنے مبارک قدم رنجہ فرمائے بعد ازاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی "پڑھ اپنے رب کے نام سے" نوع انسانی کو علم کے جاننے اور غور و فکر کے بارے میں پر زور انداز میں تلقین کی گئی جو کہ کسی بھی دوسرے مذہب میں اتنی جامع اور منظم انداز میں شاد ہی نظر آتی ہے۔ دین اسلام نے انسان کو ہر قسم کے علوم و فنون کے بارے میں جاننے کے لیے جو انداز بیاں اپنایا ہے وہ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ کائنات اور اس سے متعلقہ اسرار و رموز کو جاننے، پرکھنے اور اس میں درپیش آنے والے مسائل کو احسن طریقے اور غور و فکر کر کے اصلاح انسانی کے تمام ہمہ جہت پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی تلقین کرتا نظر آتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم غور و فکر کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے تدبر کو

استعمال کرتے ہوئے اپنی زندگی کا لائحہ عمل ترتیب دیں۔

اسلام میں غور و فکر کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

دین اسلام نے تمام بنی نوع انسان کو ہمہ وقت غور و فکر کرنے اور اپنے خیالات کو جلا بخشنے کے لئے اپنی حکمت و تدبر کو استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ¹

"اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا"

رب کائنات نے جب انسان کو تخلیق فرمایا تو اسے بہت ساری چیزوں کا علم دیا کیونکہ اس کے پاس ان چیزوں کا کوئی بھی علم نہیں تھا جو روئے زمین پر اس کے لیے موجود تھیں۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ²

"اسی نے اس کو بولنا سکھایا"

بے شک اللہ پاک نے اپنی قدرت سے انسان کو قوت گویائی عطا فرمائی۔

عَلَّمَ الْقُرْآنَ³

"اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی"

اللہ بارک و تعالیٰ نے انسان کو ہدایت اور رہنمائی کے لیے قرآن پاک جیسی بابرکت کتاب کو نازل فرمایا اور پھر انسان کو اس کی تعلیم فرمائی۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُۥ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ⁴

"اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں"

اللہ بارک و تعالیٰ نے اس پوری کائنات میں موجود تمام چیزوں کو اپنے حکم سے فرشتوں کے ذریعے ان کو مخصوص کام لگا دیے ہیں اور جو انسان اللہ پاک کے بنائی ہوئی قدرت کی ان نشانیوں کو دیکھتے ہیں وہ اللہ پاک کے ثناء بیان کرتے ہیں اور خدا کو پہچانتے ہیں۔ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے جب وہ کائنات کے اصرار و رموز کو دیکھتا ہے وہ حیران رہ جاتا ہے کہ اتنی بڑی کائنات کا نظام کیسے چل رہا ہے تو اللہ پاک نے اپنی اس ایت کے ذریعے بھی بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے حکم سے فرشتوں کے ذمے یہ ڈیوٹیاں لگادی ہیں جو وہ اپنی اپنی مخصوص دائرے میں رہتے ہوئے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الدِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَّا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ۗ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ⁵

"اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر بھیجیہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے

ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو دلیلیں اور کچھ کو اپنے صحیفے اور کچھ نبیوں کو اپنی کتابیں دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ پاک نے بنی نوع انسانی پر بہت رحم کرتے ہوئے لوگوں کے یہ بھی بتایا کہ نبیوں کے ذریعے ان پر جو صحیفے اور کتابیں نازل ہوئیں وہ ان میں سے پڑھ پڑھ کے لوگوں کو بتائیں تاکہ وہ اللہ کی کائنات اور اللہ کی بنائی گئی کائنات کے بارے میں غور و فکر کر سکیں اور اپنی پیدائش کا مصرف جان سکیں۔

يُؤْتِكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ. إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ^۶

"اسی پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لیے اس میں (قدرتِ خدا کی بڑی) نشانی ہے۔"

یہ رب کائنات کے ہی ذات ہے کہ وہ ایک ہی پانی سے مختلف کھیتوں میں فصلیں مختلف درختوں پہ مختلف طرح کے طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے تاکہ اس کو پہ غور کرنے والے اللہ کی نشانیوں کو دیکھیں اور اس پر بنا دیکھیں ایمان لانے کی سعادت حاصل کریں۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ. وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لِنَصْرِ بِهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ^۷

"اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔"

اللہ پاک نے قرآن پاک کو ہر حوالے سے ایک جامع کتاب کی صورت میں اتارا اور اس کا اتنا رعب اور دبدبہ رکھا کہ اگر اسے پہاڑوں پر نازل کر دیا جاتا تو ان کی استطاعت اتنی نہ تھی کہ وہ اس کو سہہ سکتے حتیٰ کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل فرمائی تو آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے خوف اور قرآن پاک کے رعب سے کپکپانے لگے اور اللہ پاک اپنی کتاب میں جو بیان فرماتے ہیں وہ اس لیے ہے تاکہ لوگ غور کریں اور اللہ پاک کے اس اتاری گئی کتاب کے ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً. إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ^۸

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

اللہ پاک نے اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا اور جب حضرت آدم علیہ السلام کا وجود تخلیق کیا تو ان کے سکون اور ان کی افزائش نسل کے لیے حضرت حوا کو پیدا کیا تاکہ انسان اپنی ہی جنس کی عورتوں کی طرف مائل ہو جائے اور سکون حاصل کرے۔ محبت اور مہربانی کے ساتھ ان کے ساتھ سلوک کرے اور ایسی باتوں میں اللہ کی طرف سے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

الَّذِينَ يَذُكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا. سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ^۹

"جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائو"۔

اللہ پاک کے نوع انسان ہر حال میں رب عزت کو یاد بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ زمین اور آسمان میں پیدا کی گئی تمام مخلوقات جن وانس اور چونٹی سے لے کے ہاتھی تک کی پیدائش پر غور کرتے ہیں اور اللہ پاک کی ثنا کو بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ساتھ میں سمجھتے ہیں کہ اللہ پاک نے کسی بھی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو اللہ پاک قیامت کے دن ہمیں بھی دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ¹⁰

"کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا۔ کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو انسان کی تخلیق فرمائی ہے وہ کسی عجب سے کم نہیں ہے اگر انسان اپنے دل و اور دماغ سے سوچے، سمجھے کہ اللہ پاک نے آسمانوں اور زمین کے درمیان موجود نباتات اور حیوانات کو کس حکمت اور دانائی کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اور یہ تمام جو کچھ بھیسے سب نے فنا ہو جانا ہے اور یہ ایک مخصوص مقررہ وقت کے لیے ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ عقیدہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کو نہیں مانتے ہیں اگر وہ اللہ پاک کی بنائی ہوئی نشانیوں پر غور کریں تو وہ ایسا کبھی نہ کریں۔

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۚ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغِيثُ النَّاسَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ¹¹

"اور وہ وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا یا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کئے اور ہر طرح کے میوؤں کی دودو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں"۔

اور بے شک وہ اللہ پاک کی ہی ذات ہے کہ جس نے زمین کو اتنی زیادہ وسعت دی ہے اور کہ انسان اب تک بھی مکمل زمین کا مکمل احاطہ نہیں کر سکا اور اللہ پاک نے پہاڑ اور دریا پیدا فرمائے ہیں جو کہ نسل انسانی کی زندگی کو دوام بخشنے کے لیے ضروری ہیں اور اور ہر قسم کے پھل فروٹ کے دودو جنس بنائی ہیں اور وہی ذات ہے جو رات کو دن اور دن کو رات میں تبدیل کرنے کی قدرت رکھتی ہے یہ تمام نشانیاں ان لوگوں کے لیے ہیں جو اس کائنات اور اس میں موجود اشیاء پر غور و فکر کرتے ہیں اور اللہ پاک کی قدرت کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ثُمَّ كَلَّمَ مِنَ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْتَلَبَ رَبِّكَ ذُلًّا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ¹²

"اور ہر قسم کے میوے کھا۔ اور اپنے پروردگار کے صاف رستوں پر چلی جا۔ اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے

ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے۔ بے شک سوچنے والوں کے لیے اس میں بھی نشانی ہے۔" اللہ پاک کی بے شمار نعمتیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پہ اتاری ہیں جن میں سورہ نحل میں اللہ پاک نے فرمایا ہے شہد کی مکھی کے بارے میں وہ مختلف پودوں پر بیٹھتی ہے اور وہاں کے رس چوس کے اپنے اندر شہد بناتی ہے اور وہ شہد بہت ساری بیماریوں میں اور صحت مندی میں بہت مفید ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے بہت بڑی نشانی ہے۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَطَعْنَا عَلَيْهَا الْوَيْسِلَ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى . إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ¹³

"خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چلتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔"

زندگی اور موت دونوں اللہ پاک کے اختیار میں ہے جب اللہ پاک کسی انسان کو موت دیتا ہے تو اس کی روح قبض کر لیتا ہے اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نیند بھی ادھی موت ہے تب بھی اللہ پاک تھوڑے ٹائم کے لیے اپنے مخصوص بندے جو نیند میں ہوتے ہیں ان کی روح کو بھی قبض کر لیتا ہے باقی جو ہیں اس میں سب اللہ پاک کی نشانی ہیں کہ وہ کچھ روحوں کو ازاد چھوڑتا اور کچھ کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور کچھ روحوں کو تھوڑے ٹائم کے لیے سونے کی حالت میں اپنے قریب کر لیتا ہے اور جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں اور اللہ پاک کی نشانیوں کو سمجھتے ہیں ان میں ان کے لیے بہت اسباق چھپے ہیں۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ . إِنْ أَتَيْتُمُ الْآيَاتِي لَعْنَةً إِلَىٰ قَوْلٍ مِّن دُونِهَا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ . أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ¹⁴

"کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (خدا کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔"

اس قرآنی آیات میں اللہ بارک و تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کو اپنا دینیجئے کہ آپ کے پاس کوئی اللہ پاک کے خزانے نہیں ہیں نہ ہی آپ غائب کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ فرشتہ ہے آپ صرف اللہ کے حکم پر چلتے ہیں جو کہ اللہ پاک کی طرف سے آپ کو دیا جاتا ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ نابینا اور بینا کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں یہیماں پر یہ مثال دی گئی ہے اور اے لوگو پھر تم کیوں غور نہیں کرتے اور فکر نہیں کرتے اور اللہ کی نشانیوں کو اور کائنات کے اندر چھپے ہوئے اسرار و رموز کو کیوں نہیں سمجھتے ہو۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ . قُلْ فِيهِمَا آثَمٌ كَبِيرٌ وَمَنْ نَفَعَهُ لِّلثَّائِسِ . وَإِنَّهُمَا آكِبَرٌ مِّنْ نَّفْعِهِمَا . وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ . كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ¹⁵

"(اے پیغمبر) لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کون سا مال خرچ کریں۔ کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح خدا تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔"

اللہ باریک و تعالیٰ سورہ بقرہ کی ان آیات میں فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر آپ سے جو لوگ شراب اور جوئے کے متعلق سوالات اور اللہ کا حکم پوچھتے ہیں تو آپ انہیں فرمادیجئے کہ اس میں ان کاموں میں نقصانات بہت زیادہ ہیں اور فوائد بہت کم ہیں اور یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ پاک کی راہ میں کون سا مال خرچ کریں تو اے اللہ کے رسول آپ فرمادیجئے جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو وہ اللہ پاک کے راستے میں آپ لوگ خرچ کریں بالکل اسی طرح اللہ پاک اپنے احکامات کو واضح انداز میں اور مثالیں دے دے کر بیان فرماتے ہیں تاکہ تم سب نہ صرف غور و فکر کرو بلکہ اللہ کے احکامات میں چھپی ہوئی حکمتوں کو احسن طریقے سے سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکو۔

وَأَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ . فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ . إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتَرَّكَهُ يَلْهَثْ . ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا . فَأَقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ¹⁶

"اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔ تو اس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے رہے اور یونہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ان سے یہ قصہ بیان کر دو۔ تاکہ وہ فکر کریں۔"

اللہ پاک نے جو یہاں پہ آیات نازل فرمائی ہیں اگر اس کی تاریخ میں اور تفسیر میں دیکھا جائے تو اس میں بلعام بن باعور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو فلسطین کے علاقے موآب میں رہتا تھا یہ ایک بہت ہی عابد اور زاہد شخص تھا اور وہاں پر یہ بات بہت مشہور تھی کہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور رد نہیں ہوتی پورا علاقہ بت پرستوں کے قبضے میں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر لے کر اس علاقے پر حملہ کرنے کا جب ارادہ کیا اور یہ جو فوجیں موآب کے دروازے تک پہنچ گئیں تو وہاں کے بادشاہ نے اسی برگزیدہ شخص جو عابد اور زاہد تھا بلعام سے کہا کہ ان کے خلاف بددعا کریں تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں اور وہ جنگ جیت سکیں مگر بلعام نے شروع میں انکار کیا کہ میں یہ کام نہیں کرتا میں انہیں بددعا نہیں دیتا مگر بادشاہ نے جب اسے رشوت دی تو وہ بددعا پر راضی ہو گیا مگر جب دعا کرنی شروع کی تو الفاظ بددعا کی بجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں نکلے۔ اب یہاں پر اللہ پاک نے ایک مثال دے کر سمجھایا ہے کہ کوئی بھی جانور ہو وہ اس وقت ہانپتا ہے جب اس پر کوئی بوجھ ڈالا جائے لیکن کتا ایک ایسا جانور ہے جس سے سانس لینے کے لیے ہر حال میں ہانپنے کی ضرورت پڑتی ہے اب یہاں پر اس کی جو بد عملی کی سزا ہے اس زبان کے کتے کی طرح باہر نکل پڑی تھی اس لیے اس آیت میں کتے سے تشبیہ دی گئی اور بعض

حضرات نے فرمایا کہ دراصل یہ حالت اس شخص کی نفسانی حرص و ہوس اور خواہشات کی ہے اگر کتے پر کوئی چیز پھینکی جائے تو وہ خواہ اسے مارنے کے لیے پھینکی گئی ہو کتا اپنی زبان نکال کر اس پر اس حرص اور لالچ میں لپکتا ہے کہ شاید یہ کوئی کھانے کی چیز ہو اسی طرح جو شخص دنیا کی حرص اور نفسانی خواہشات میں گرفتار ہو کر وہ ہر وقت دنیا کا مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لیے ہر حال میں ہانپنا ہی رہتا ہے اب یہ جو مثال اللہ پاک نے یہاں پر دی ہے ان سے یہ نتیجہ اخذ نکلتا ہے کہ اللہ پاک نے جو ہمیں زندگی عنایت فرمائی ہے اس کو اس کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے نہ بھاگیں ورنہ دنیا اور آخرت دونوں ہم اپنی تباہ کر بیٹھیں گے اب یہ آیات اللہ پاک نے اس وجہ سے بھی نازل فرمائی ہیں اور مثال دے کر بھی ہمیں بیان کی ہیں تاکہ ہم اس کے غور و فکر کریں ان باتوں کو سمجھیں تاکہ ہم اللہ پاک کے عذاب سے بچ سکیں۔

أَيُّدُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ مَّجِيدٍ وَأَعْتَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَابٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ . كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ¹⁷

"بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھا پاپا پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں۔ تو (ناگہاں) اس باغ پر آگ کا بھرا ہوا گولا چلے اور وہ جل کر (راکھ کا ڈھیر ہو) جائے۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (اور سمجھو)۔"

ان آیات میں اللہ پاک مثال دے کر فرماتے ہیں کہ میں نے جتنی بھی نعمتیں انسان کے لیے پیدا فرمائی ہیں وہ اس کے لیے راحت کا سماں ہے اور یہ انسان ہی ہے جو ان نعمتوں سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے اور پھر بھی اللہ کے احکامات پر عمل نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ حرص و لالچ میں لپکتا ہے اور اپنے آپ کو جہنم کا حقدار ٹھہراتا ہے اللہ پاک نے یہاں پر ایک مثال سے سمجھانے کی ہے کہ انسان کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اور اس میں نہریں بہ رہی ہوں اور ہر قسم کے میوے بھی موجود ہوں اب اسے بڑھا پاپا پکڑ جائے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں اور جو نگہبان ہے باغ کا وہ ان باغات پر آگ پھینک دے اور وہ جل کر سب کچھ راکھ ہو جائے اسی طرح اللہ پاک اپنی تمام آیتیں کھول کھول کر تفصیل کے ساتھ بیان فرماتا ہے تاکہ انسان ان پر غور و فکر کرے اور سمجھے اور اللہ پاک کی وحدانیت کو مانتے ہوئے اس دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا تَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ . حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيَّهَا . أَنهَذَا أَمْرٌ كَالْيَلَاءِ أَوْ بَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْن بِالْأَمْسِ . كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ¹⁸

"دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا۔ پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یاد ان کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے ہم

(اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"

اللہ پاک اپنی وحدانیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا کیسے جو زندگی ہے اس کی مثال اس بارش کی سی ہے کہ جیسے ہم نے آسمان سے بارش برسائی اور اس کے ساتھ سبزہ اور طرح طرح کے پھل فروٹ جو اس سے پیدا ہوتے ہیں آدمی اور جانور اسے مل کر کھاتے پیتے ہیں اور یہ زمین خوبصورت اور لہلہاتے باغات نظر آتے ہیں اور انسان یہ گمان کرنے لگ جاتا ہے کہ سب کچھ اس کے دائرہ اختیار میں ہے اور وہ اس کا مالک ہے پھر جب اللہ پاک نے جو اللہ پاک کی ذات میں کسی کو شریک کرتے ہیں تو اللہ پاک ان پر عذاب نازل فرماتے ہیں اور ایسا کر دیتے ہیں کہ گویا وہاں پر پہلے کوئی سبزہ لہلہاتے باغات کچھ بھی نہ تھے تو اے لوگوں! اپنی غور کیوں نہیں کرتے اللہ پاک کی قدرت کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں اور واضح انداز میں اللہ پاک نے بیان فرمائی ہیں اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اللہ پاک کی وحدانیت کو مانیں اور حقیقی بادشاہت تو صرف ایک واحد اللہ کی ہے۔

غور و فکر احادیث کی روشنی میں

جس طرح اللہ بارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر انسان کو اس کائنات اور زمین اور آسمان کے درمیان موجود تمام اشیاء کے بارے میں جاننے کے لیے اور یہ علم حاصل کرنے کے لیے مختلف طور طریقوں و مشاہدات کے ذریعے علم حاصل کرنے پر جو پر زور تلقین کی ہے بالکل اسی طرح اللہ نے اپنے آخری نبی خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے اندر بھی اس کائنات اور اس کے متعلقہ تمام چیزوں کے بارے میں غور و فکر کرنے اور ان کے اندر چھپے ہوئے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لیے اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گاہے بگاہے اپنے صحابہ کرام کو اس کے بارے میں تعلیم دی تاکہ انسان اس کائنات کے بارے میں غور و فکر کرے اور اس عارضی اور فانی دنیا کو سمجھے اور اپنی انے والی آخری زندگی کو میں کامیاب ہو کر اپنے مقصد حیات کو پاسکے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَكْثَرُ الشَّعْرِ، وَلَا يُعْرِفُهُ مِمَّا أَحَدٌ حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَلْزَقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ ثُمَّ... قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَمَا أَمَارَتُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْخُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ أَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقَبْتَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِعَلَاثٍ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ هَلْ تَدْرِي مِنَ السَّائِلِ؟ ذَلِكَ جَبْرِيْلُ أَتَاكَ يُعَلِّمُكَ مَعَالِمَ دِينِكَ."

"عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اسی دوران ایک شخص آیا جس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، اس کے بال بہت زیادہ کالے تھے، وہ مسافر بھی نہیں لگتا تھا اور ہم لوگوں میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اپنے گٹھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گٹھنوں سے ملا کر بیٹھ گیا.. پھر پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: "جس سے پوچھا گیا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا"، اس نے کہا: اس کی علامت (نشانی) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس وقت

حالت یہ ہوگی کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی ۳، اس وقت تم دیکھو گے کہ ننگے پیر چلنے والے، ننگے بدن رہنے والے، محتاج بکریوں کے چرانے والے ایک سے بڑھ کر ایک اونچی عمارتیں بنانے میں فخر کرنے والے ہوں گے، عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس واقعہ کے تین دن بعد ملے تو آپ نے فرمایا: ”عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ تمہارے پاس تمہیں دین کی بنیادی باتیں سکھانے آئے تھے۔“

صحابہ کرام جو وہاں پر موجود تھے وہ حیران تھے کہ یہ عجیب آدمی ہے جو خود ہی آپ سے سوال پوچھتا ہے اور خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات کی تصدیق بھی کرتا جاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کی نشانی بتائیے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی، ننگے پیر چلنے والے ننگے بدن رہنے والے محتاج لوگ بکریوں کے چرانے والے ایک سے بڑھ کر ایک اونچی عمارتیں بنانے میں فخر محسوس کریں گے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کریں گے، اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تین دن کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر تمہیں معلوم ہے یہ جو مجھ سے سوالات پوچھنے والا تھا کون تھا؟ تو وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو کہ تمہارے پاس تمہارے لیے تمہیں دین کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ. قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَاً عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَزْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيُّنَّ عَلِيٌّ بِنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ؟ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ.²⁰

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والے دن فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا، وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگوں نے وہ رات اس حال میں گزاری کہ وہ غور و فکر کرتے رہے کہ کس شخص کو یہ جھنڈا دیا جائے گا، جب صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ہر ایک کو جھنڈا ملنے کی امید تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا کر دیا۔"

اس حدیث پاک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی نفسیات کے اندر تجسس پیدا فرمانے کے لیے خیبر والے دن فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا اور اس کے ہاتھوں میں اللہ پاک فتح فرمائے گا اور وہ جو شخص اللہ اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اسی طرح اللہ اور اس کے رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں اب پوری رات جو صحابہ کرام تھے وہ غور و فکر کرتے رہے سوچتے رہے اور سمجھتے رہے اور اس تجسس میں رہے کہ اس دن جھنڈا کس کو دیا جائے گا اور جب صبح آئے تو سب کو امید تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جھنڈا دیں گے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح علی بن ابی طالب کا پوچھا اور ان کو جھنڈا عطا کیا۔

إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجْرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدَّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا التُّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنَا بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ التُّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي، فَقَالَ: لِأَنَّ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا²¹

"درختوں میں سے ایک درخت (ایسا) ہے۔ جس کے پتے (کبھی) نہیں جھڑتے اور اس کی مثال مسلمان جیسی ہے۔ مجھے بتلاؤ وہ کیا (درخت) ہے؟ تو لوگ جنگلی درختوں (کی سوچ) میں پڑ گئے اور میرے دل میں آیا (کہ میں بتلا دوں) کہ وہ کھجور (کا پیڑ) ہے، عبد اللہ کہتے ہیں کہ پھر مجھے شرم آگئی (اور میں چپ ہی رہا) تب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی (خود) اس کے بارہ میں بتلائیے، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ کھجور ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں جو بات تھی وہ میں نے اپنے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو بتلائی، وہ کہنے لگے کہ اگر تو (اس وقت) کہہ دیتا تو میرے لیے ایسے ایسے قیمتی سرمایہ سے زیادہ محبوب ہوتا۔"

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں سوال سنتے ہیں سمجھتے ہیں پھر بات کی تہہ تک پہنچ کر اپنا جواب تلاش کر لیتے ہیں اور اگر وہ شش و پنج میں رہتے ہیں یا حیا ان پر غالب آجاتی ہے اور وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے اور اپنا جواب بتا دینا چاہیے تاکہ لوگوں کو بھی اس سے ترویج ملے اور وہ بھی سوال کو سن کر سمجھ کر اس کا جواب دینے میں پہل کریں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی شرمندگی کا اظہار نہ کریں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

فَلَمَّا سَلَّمَ، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَتَنَى رَجُلِيهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجِهَهُ، قَالَ: إِنَّهُ لَوْ حَدَّثَتْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَعَبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْتُمْ كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَا كُرُونِي، وَإِذَا شَاكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّى الصَّوَابَ، فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّمْ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ²².

"نبی ﷺ نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا آخر کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں پھیرے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی ضرور کہہ دیتا لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ اس لیے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلا لیا کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت ٹھیک بات سوچ لے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے (سہو کے) کر لے۔"

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب بھی ہم نماز پڑھیں تو سوچ سمجھ کر ادا کریں اور اپنی ساری توجہ نماز پڑھنے پر

مرکز رکھیں اور اگر آپ مقتدی ہیں اور امام صاحب سے رکعتوں میں یا ان سے کوئی بھول چوک ہو جاتی ہے تو اس میں آپ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ دوران نماز اصلاح کرنے کی کوشش کریں جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھاتے ہوئے بھول چوک ہوئی اور صحابہ کرام نے جب بتایا کہ نماز میں ہم نے آپ سے بھول چکی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی آپ جیسے ہی انسانوں اور میں بھی بھول جاتا ہوں اس لیے اگر میں بھول جایا کروں تو مجھے اپ یاد دلایا کریں اور اگر کوئی شک ہو جائے نماز میں تو اس وقت ٹھیک بات سوچ لے اور اپنی نماز جب پوری کر لیں تو پھر سلام پھیر کر دو سجدے یعنی سہو کر لے اس سے جو دوران نماز غلطیاں ہوئی ہیں اللہ پاک ان کے بخشش فرمادیتے ہیں اس لیے ہمیں چاہیے کہ نماز سوچ سمجھ کر اور غور و فکر کرتے ہوئے ادا کریں اور اپنی توجہ اور دماغ نماز کی طرف رکھیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِي بَيْتِ إِبْرَاهِيمَ خَطِيبًا فَقَالُوا لَهُ: مَنْ أَعْلَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَنَا. فَأَوْحَى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَيْهِ إِنَّ يَئِزَّ عَجَبًا أَعْلَمَ مِنْكَ.²³

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، لوگوں نے ان سے پوچھا: لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں ہوں، اُدھر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کر دی کہ میرا ایک بندہ تجھ سے زیادہ علم والا ہے۔"

اس حدیث کی رو سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کوئی بھی انسان اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے علم کے بدولت سب سے افضل ہے تو یہ اس کی بات بالکل غلط ہے کہ جیسا کہ اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ذکر ہے کہ لوگوں نے جب ان سے پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میں ہوں تو فوراً اللہ پاک کی طرف سے وحی آئی کہ میرا ایک بندہ تجھ سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے تو خضر علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے موسیٰ اللہ پاک نے جو مجھے علم دیا ہے وہ تم نہیں جانتے اور جو اللہ پاک نے آپ کو علم دیا ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس حدیث میں انسان کو یہ بات بتانے پر زور دیا گیا ہے کہ وہ جو علم رکھتا ہے اس پر غرور کبھی نہ کرے بلکہ اللہ کی بنائی ہوئی کائنات اور اس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہے اور اس میں کسی قسم کا تکبر نہ کرے۔

أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَبَّأَ كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتِلَ أُخِي فِتْنًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ. فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ: وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ. شَكُّوا فِي بَعْضِ أَمْرِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ((يَزْحَمُ اللَّهُ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ أَنْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ وَيَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ((مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا))²⁴

"سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: خیبر کے دن میرے بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں

خوب زور دار جنگ لڑی، لیکن ہوا یوں کہ اس کی اپنی تلوار پلٹ کر اس کو آگے اور وہ قتل ہو گیا، صحابہ کرام نے اس بارے میں مختلف باتیں کیں اور اس کی شہادت کے بارے میں مختلف شبہات کا اظہار کیا، کسی نے کہا کہ اپنے اسلحہ سے مراہے اور بعض نے اس کے انجام کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! بعض لوگ اس کے حق میں رحمت کی دعا کرتے ہوئے گھبراتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ تو اپنے ہی اسلحہ سے مراہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تو جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے۔"

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اگر کبھی لوگوں کے درمیان ابہام پیدا ہو جائے تو بجائے اس ابہام کو مزید گنگلک بنانے کے بجائے جو اصل مقصد ہے کی طرف توجہ دے کر اس ابہام کو فوراً ختم کر دینا چاہیے اور جو شکوک و شبہات پیدا کرنے والی باتیں ہیں ان کا قلع قمع فوراً کرنا چاہیے تاکہ لوگ فضول سوالوں میں نہ الجھیں اور بات کی تہہ اور اس کے مقصد کو سمجھ کر حتمی فیصلہ کریں اور مسئلہ کو سمجھتے ہوئے مثبت انداز فکر اختیار کر کے ہمیشہ تعمیری سوچ کو مقدم رکھیں۔

قال ربیعة نَظَرْتُ فِي أَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ وَزَائِلَةٌ، وَأَنَّ لِي فِيهَا رِزْقًا سَيَأْتِينِي، فَقُلْتُ أَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا حِزْبِي، قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ لِي: ((إِنِّي قَائِلٌ قَائِعِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ))²⁵:

"حضرت ربیعہ فرماتے ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ربیعہ! مجھ سے کچھ مانگو، میں تمہیں دوں گا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں غور کر کے عرض کروں گا) میں نے اپنے تمام معاملات کے بارے میں کافی سوچ بچار اور غور کیا تو مجھے یاد آیا کہ دنیا تو منقطع ہو جانے والی چیز ہے اور میرے پاس دنیوی رزق بہت ہے اور مزید ملتا بھی رہے گا۔ میں نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آخرت کے بارے میں کچھ طلب کر لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر خاموش رہے، پھر مجھ سے فرمایا: ٹھیک ہے یہ کام یہ کروں گا، لیکن تم بکثرت سجدے کر کے میری مدد کرو۔"

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ انسان ہمیشہ جب بھی کوئی سوال پوچھے تو نہ صرف مثبت انداز فکر اپنائے بلکہ اس کے دونوں پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے سوال کرے تاکہ انسان کا جو مقصد حیات ہے وہ اس کے سامنے ہونے کہ دنیاوی نفع کا اسے حصول مقصود ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ مثبت اور تعمیری سوچ کو غالب رکھیں اور دنیاوی فائدے کو ملحوظ خاطر رکھنے کی بجائے اپنی آخری زندگی کے بارے میں سوچیں اور اس کو حاصل کرنے کی سعی کریں تاکہ ہم جو اپنا مقصد حیات ہے اس کو پاسکیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ سے غیب کے علم کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

قَالَ: ((صَبْرٌ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ مَفَاتِيحُ حَمْسِينَ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ وَأَشَارَ بِبِيدهِ... الخ)²⁶:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے رب نے غیب کی پانچ چیزوں کے علم کی چابیاں اپنے پاس رکھی ہیں، ان پانچ چیزوں کو اس

کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے پانچ کا اشارہ کیا (میں نے کہا: وہ کون کون سی چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) موت کا علم، وہ تمہاری موت کے وقت کو جانتا ہے اور تم اسے نہیں جانتے، (۲) منی کا علم، جب وہ ماں کے رحم میں ہوتی ہے، وہ اس کے مستقبل کے بارے میں ہر بات جانتا ہے، لیکن اسے تم نہیں جانتے، (۳) کل یعنی مستقبل کا علم کہ تم آئندہ کیا کچھ کھاؤ گے، اس کے متعلق تم کچھ نہیں جانتے، (۴) وہ بارش کا علم رکھتا ہے، جب وہ تم پر جھانکتا ہے، جبکہ تم (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) محبوس، بوجھ والے اور ڈرنے والے ہوتے ہو، وہ تمہاری یہ حالت دیکھ کر ہنس رہا ہوتا ہے اور جانتا ہوتا ہے کہ تمہاری سیرابی قریب ہے۔ یہ سن کر سیدنا القلیط رضی اللہ عنہ نے کہا: جو رب ہنستا ہے، ہم اس کی رحمتوں سے محروم نہیں رہیں گے۔ اور (۵) قیامت کا علم)"

رب کائنات نے جو انسان کو علم عطا فرمایا ہے وہ لامحدود نہیں ہے بلکہ وہ ایک محدود علم ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا گیا ہے کہ کون سی ایسی باتیں ہے جو آپ کے نہیں جانتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے غیب کی پانچ چیزوں کے علم کی چابیاں اپنے پاس رکھی ہیں یعنی وہ اللہ پاک جانتے ہیں ان کے بارے میں ہم انسانوں کو وہ علم عطا نہیں کیا گیا جیسے پہلا موت کا علم ہے ہم میں سے آج تک جتنی بھی سائنسی ترقی ہو چکی ہے لیکن ہم نہیں جان سکتے یا ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ موت کے وقت کو پہچان سکیں

دوسرا منی کا علم جب وہ ماں کے رحم میں ہوتی ہے وہ اس کے مستقبل کے بارے میں ہر بات جانتا ہے لیکن انسان نہیں جان سکتا تیسرا مستقبل کے علم کے آئندہ کیا کچھ آپ کے ساتھ ہو گا کیا آپ کھاؤ گے کون سے کام سرانجام دو گے آپ کے ذہن کے اندر بہت سے منصوبے ہوتے ہیں لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ آپ مکمل کر پائیں گے یا نہیں، چوتھے نمبر پر بارش کا علم کہ بارش کہاں اور کس جگہ ہونی ہے اس کے بارے میں انسان بالکل 100 فیصد یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ بارش کس جگہ اور کہاں ہو گی ہاں وہ اندازے سے یہ بات کر سکتا ہے سائنسی ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے لیکن اس کے اندر بھی وہ مکمل مستقبل بینی کا مستند اور حتمی طور پر نہیں بتا سکتا اور پانچواں قیامت کا علم کہ کسی بھی انسان کو یہ علم نہیں دیا گیا کہ اسے معلوم ہو کہ قیامت کب آئے گی ہاں اللہ پاک کے رسول نبی آخری الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نشانیاں ہمیں بتائی ہیں کہ جس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں لیکن یہ وہ علم ہے جو کہ اللہ پاک نے اپنے پاس رکھا ہے لہذا ہم ہمیں جو علم دیا گیا ہے وہ وہی علم ہے جو کہ اللہ پاک نے ہمیں دیا ہے۔

نتیجہ بحث

یہ بات روز روشن کی طرح بالکل عیاں ہے کہ خالق کائنات نے جب اس کائنات کو تخلیق کیا اور دوسرے اجسام بنائے ہیں تب سے لے کر آج تک انسان اور خصوصاً سائنس اس بات کی کھوج لگانے میں ہمہ وقت غور و فکر کرتی رہی ہے اور کرتی رہے گی لیکن دین اسلام وہ واحد مذہب ہے جو کہ انسان کو اس کائنات کے اسرار و رموز کو سمجھنے، پرکھنے اور مشاہدات عقلی کو استعمال کر کے احسن اور منظم انداز میں پیش آنے والے مسائل کو سمجھ کر اس کائنات کے بارے میں سوچنے، سمجھنے اور فکر کرنے کی ضرورت پر زور دینا نظر آتا ہے چاہے قرآن حکیم فرقان حمید

میں ہو یا حدیث مبارکہ میں ہمیشہ اللہ پاک نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں اس کائنات اور اس میں موجود اجسام فلکی ہوں یا زمین و آسمان کے درمیان موجود چرند پرند، نباتات و حیوانات الغرض ہر قسم کے علوم پر نہ صرف پڑھنے کے بارے میں بتاتا ہے بلکہ یہ بھی ہمیں بتاتا ہے کہ ہم آسان مثالیں دے کر بتایا گیا ہے کہ ہم کس طریقے سے اپنے غور و فکر کو استعمال کرتے ہوئے نتائج اخذ کریں اور خدا کی بنائی ہوئی اس بیماری کائنات کے بھیدوں کو جان سکیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم غور و فکر کی عادت کو اپنائیں اور بنی نوع انسانی کے لیے آسانی کے اسباب پیدا کریں۔

حوالہ جات و حواشی

- 1 اعلق، ۹۶: ۵۔
- 2 الرحمن، ۵۵: ۲۔
- 3 الرحمن، ۵۵: ۲۔
- 4 الجاثیہ، ۴۵: ۱۳۔
- 5 النحل، ۱۶: ۲۴۔
- 6 النحل، ۱۶: ۱۱۔
- 7 الحشر، ۵۹: ۲۱۔
- 8 الروم، ۳۰: ۲۱۔
- 9 آل عمران، ۳: ۱۹۱۔
- 10 الروم، ۳۰: ۸۔
- 11 الرعد، ۱۳: ۳۔
- 12 النحل، ۱۶: ۶۹۔
- 13 الزمر، ۳۹: ۴۲۔
- 14 الانعام، ۶: ۵۰۔
- 15 البقرہ، ۲: ۲۱۹۔
- 16 الاعراف، ۷: ۱۷۶۔
- 17 البقرہ، ۲: ۲۶۶۔
- 18 یونس، ۱۰: ۲۴۔
- 19 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر، ۱۹۷۵ء، رقم الحدیث: ۲۶۱۶۔

- 20 ابن حنبل، امام احمد، المسند، موسسة الرساله، بيروت، ۲۰۰۱ء، رقم الحدیث: ۲۳۲۰۹۔
- 21 البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاة، مصر، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۱۳۱۔
- 22 البخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۱۳۱۔
- 23 ابن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۲۱۴۳۱۔
- 24 ابن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۱۶۶۱۷۔
- 25 ابن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۱۶۶۹۵۔
- 26 ابن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۱۶۳۰۷۔

References

1. Al-Alaq, 96:5.
2. Al-Reman, 55:4.
3. Al-Reman, 55:2.
4. Al-Jasiya, 45:13.
5. Al-Nahal, 16:44.
6. Al-Nahal, 16:11.
7. Al-Hashar, 59:21.
8. Al-Roum, 30:21.
9. Al-Imran, 3:191.
10. Al-Roum, 30:8.
11. Al-Riad, 13:3.
12. Al-Nahal, 16:69.
13. Al-Zumar, 39:42.
14. Al-Inam, 6:50.
15. Al-Baqarah, 2:219.
16. Al-Airaf, 7:176.
17. Al-Baqarah, 2:266.
18. Younus, 10:24.
19. Al-Tirmizi, Abu Essa Muhammad bin Essa, Al-Sanan, Matba Mustafa Albabi Al-Halbi, Egypt, 1975, Hadith: 2616.
20. Abn e Humbal, Imam Ahmed, Almsnad, Mousat Al Risalah, Beruit, 2001, Hadith: 23209.
21. Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al Jamiya al Sahih, Dar Touq al Nijat, Egypt, 1422 Hijri, Hadith: 131.
22. Al-Bukhari, Al Jamiya al Sahih, Hadith: 141.
23. Abn e Humbal, Almasnad, Hadith: 21431.
24. Abn e Humbal, Almasnad, Hadith: 16617.
25. Abn e Humbal, Almasnad, Hadith: 16695.
26. Abn e Humbal, Almasnad, Hadith: 16307.